درس حدیث

حضرت مولانا عزیز زبیدی صاحب مدیر اعلیٰ تنظیم اہلحدیث (لاہور)

وعن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا أنّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر ما کان یصوم من الایام یوم السبت ویوم الاحد وکان یقول انہما یوما عید للمشرکین وانا ارید ان اخالفہم (اخرجہ النسائی و صححہ ابن خزیمہ و ھذا لفظہ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوں میں سے ہفتہ اور اتوار کے دن زیادہ روزہ رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں دن مشرکین کی عید کے دن ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید ہوگی تو روزہ نہیں ہوگا روزہ ہوگا تو عید نہیں رہے گی مقصد یہ ہے عید کی عیدیت روزہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ اندیشہ ہو کہ فلاح قوم یا جماعت کا یوم عید مسلمانوں میں نہ گھس آئے تو چاہیے کہ رہنمایان قوم اس دن روزہ رکھیں تاکہ قوم میں اس دن روزہ رکھنے کا چلن عام ہو جائے اور غیروں کی عید کو مسلمان اپنی عید نہ بنا بیٹھیں۔ کیونکہ غیر مسلم اقوام کی عیدیں شرک و بدعات کا مظہر ہوتی ہیں۔ یا خدا فراموش لہو ولعب کا شیطانی مرقع

عید ایجاد بندہ نہیں ملہم من اللہ شئ ہے

اس کے علاوہ اسلام میں "عیدیں" بندوں کی صوابدید اور مرضی کی ایجاد نہیں ہوتیں بلکہ ملہم من اللہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ بندوں کی ایجاد کردہ عیدیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت اور تعلیمات کی آئینہ دار نہیں ہوتیں ملت اسلامیہ کا کوئی ایسا اجتماع نہیں جو حق و وابستگی اور مرضیات الٰہیہ کا مظہر نہ ہو چونکہ یہ عید میلاد النبی عید نہیں بلکہ غیروں کی نقالی کا نتیجہ ہے۔ اس لیے اس میں وہ معصومیت نہیں رہی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا بنیادی جوہر ہے۔

روزہ یا عید

عید میلاد کے موجدوں کو اس عید کی ایجاد سے پہلے یہ سوچنا چاہیے تھا کہ وہ اس کے مجاز بھی ہیں یا نہیں؟ اگر یہ توفیق نہیں پائی تو کم از کم یوں غور فرما لیتے کہ پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے یوم پیدائش کے سلسلے میں کوئی اسوہ

حسنہ چھوڑا ہے یا نہیں ؟ اگر چھوڑا ہے۔ تو اس کی کیفیت کیا ہے ؟
صحیح مسلم میں یہ روایت آئی ہے کہ

سئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی (مسلم)

کسی نے آپ سے پیر کے روزے کا پوچھا تو فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم پیدائش یوم عید نہیں ہے ورنہ اس دن کا روزہ نہ تجویز ہوتا اور حضور علیہ السلام کا یہ نبوی دستور العمل ہے کہ کسی عید کا چلن روکنا منظور ہوتا تو اس دن آپؐ روزہ رکھ کر مسلم معاشرہ میں اس کے گھس آنے کے امکانات کا سدباب فرما لیتے جیسا کہ امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں اوپر ذکر آیا ہے۔

صحیح مسلم کی مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یوم پیدائش کے دن روزہ تجویز فرما کر ملتِ اسلامیہ کو اشارۃً عید میلاد منانے سے روک دیا ہے اور یہ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غیر مسلم اقوام کا یہ طرزِ عمل رہا ہے کہ وہ اپنی قوم کے عظیم لوگوں کی سالگرہ منایا کرتی ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں انکی عید میلاد کہا جا سکتا ہے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طرزِ عمل پسند نہیں تھا اس لیے آپ نے ایسا عمل اپنی امت کے سامنے رکھا جس کے بعد وہ اس قسم کے تکلفات میں نہ پڑ سکے یعنی غیروں کی سالگرہ کی نقالی کے روگ سے بچی رہے، خدا نے اس کو دنیا کے لیے نمونہ بنایا کہ لوگ اس کو دیکھ کر اپنے سفرِ حیات کیلئے سمتیں متعین کریں۔ اگر اس کے بجائے آپ ہی دنیا کے نمونوں میں کھو گئے تو دینِ نبی کی اس سے بڑھ کر اور کوئی تضحیک نہیں ہوگی۔ مگر افسوس! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی مدعی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فلسفہ سے اتفاق اور حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام کی مرضی کے علی الرغم "عید میلاد" کھڑی کر کے حضور کی محبت اور عشق سے انصاف نہیں کیا۔ حضورؐ کی سنت کا اتباع غائب ہے تو نعرۂ عشق فراڈ ہے۔

وقت اور دن کی تعین بطورِ عبادت کسی وقت یا کسی دن کو اپنے طور پر متعین کرنا شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ تشریع ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا حق اور کسی کو حاصل نہیں جمعہ ایک مبارک دن ہے کو مسلّم ہے لیکن اگر کوئی شخص نوافل کے لیے اس کی رات کو اور روزہ کے لیے اس کے دن کو تعین کر لیتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ساری عمر بلا ناغہ روزے رکھتا ہے تو اس کا کوئی بھی روزہ قبول نہیں ہے اگر اس ... کوئی شخص ساری حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام کی اس سنت کے برعکس یوم روزہ کے بجائے

یوم عید میلاد متعین کر لیتا ہے ۔ تو خود فرمائیے اس کو اس کی اجازت کب ہو سکتی ہے ؟

عازمین سورۃ اخلاص کی تکرار سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) کی فضیلت اتنی واضح ہے کہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک ہی رکعت میں سورۃ اخلاص کی تکرار کے بارے میں کیا ارشاد ہے ؟ تو امام مالک رحمہ اللہ نے اسے پسند نہ فرمایا ۔ اور فرمایا کہ یہ بدعات میں سے ایک بدعت ہے ۔

انہ سئل عن قراۃ ،، قل ھو اللہ احد مرارا فی الرکعۃ الواحدۃ فکرہ ذلک وقال ھذا من محدثات الامور التی احدثوا " الاعتصام " ص ۱۴۵)

فرمائیے ! یہ اس سورۃ کے بارے میں کہا جاتا ہے جو ایک مرتبہ پڑھی جائے تو ۱/۳ قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے ۔ چونکہ نماز میں اس کو بار بار پڑھنا منقول نہیں ہے اس لیے امام مالک رحمۃ اللہ نے اس کو بدعت سے تعبیر فرمایا ہے ۔ امام مالکؒ کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ یہ چار آئمہ دین میں سے ایک امام ہیں جو حضورؐ کے شہر میں رہتے تھے ۔ اور حضور کے روضۂ اطہر کے سامنے بیٹھ کر درس دیتے تھے ۔

ایک مسجد جس میں آپ نے کسی وقت نماز پڑھی ۔ حضرت عمرؓ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر دیکھا کہ لوگ دوڑے جا رہے ہیں ؛ پوچھا کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں عرض کی کہ ایک مسجد میں جہاں حضورؐ نے نماز ادا کی تھی اس مسجد کی طرف جا رہے ہیں ۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو ایسی حالت میں دیکھ کر فرمایا کہ پہلی اُمتیں بھی اسی طرح گمراہ ہوئیں تھیں ۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے نشانات ڈھونڈھا کرتی تھیں اتفاق سے جو مسجد سامنے آجائے ۔ (جس میں آپ نے نماز پڑھی ہو) تو آپ بھی اس میں نماز پڑھ لیا کریں ۔ خصوصیت سے (مسجد نبوی کے سوا) اور کسی مسجد کا ارادہ کر کے نہ جائیں (الاعتصام شاطبی ۹/۱)

الغرض ایک شئی فی الواقع متبرک ہونے کے باوجود اس کے بارے میں خصوصیت سے غیر مسنون عمل کا اہتمام کرنا اسلام کو پسند نہیں ۔ گو حضورؐ کا یوم پیدائش باعث رحمت اور برکت ہے لیکن اس کے لیے خاص طرز عمل اپنانا دین کی روح اسلام اور اسوۂ فاروقی کے بھی خلاف ہے خاص کر جب آپؐ نے یوم پیدائش کے دن روزہ تجویز فرما کر یوم پیدائش کو " عید میلاد " منانے کا دروازہ بند بھی کر دیا ہے ۔ تو آپ کو اس پر اصرار زیب نہیں دیتا ۔